یہ کتاب چالیس مختصر ابواب پر مشتمل ہے جس میں غازی مصطفیٰ کمال پاشا مرحوم کے سوانح زندگی پیش کیے گئے ہیں۔ اسے ترکی جدید کی تاریخ کہنا زیادہ موزوں ہوگا۔ اُردو زبان میں یہ کتاب اپنی نوعیت کی پہلی کوشش ہے جو اصول تاریخ نویسی کے پیش نظر بڑی حد تک مشکور ثابت ہوئی ہے۔ اس میں غازی مرحوم کے وہ نظریات اور انقلابی پروگرام جو ترکی جدید کی تعمیر میں بنیادی حیثیت رکھتے ہیں کافی شرح وبسط کے ساتھ پیش کیے گئے ہیں ۱۹۲۳ء میں اتاترک مرحوم نے اپنی قوم اور اپنے وطن کی ترقی وفلاح کے لیے جو لائحہ عمل مرتب کیا تھا، اس پر عمل کرتے ہوئے ترکی جمہوریہ کے ہر ایک شعبہ نے ۱۹۳۸ء میں ترقی کی جو شاندار اور استعجاب انگیز مثال دنیا کے سامنے پیش کی وہ دنیا کی زندہ اقوام کی تاریخ میں ہمیشہ نمایاں رہیگی۔ "اتاترک" کے چھتیسویں باب میں انہی ترقیات پر اجمال لیکن جامعیت کے ساتھ روشنی ڈالی گئی ہے۔

سینتیسویں باب میں یورپ کی انسانیت سوز اور خونخوار ریاست کے درمیان ترکی کی موجودہ پوزیشن پر مؤلف نے اپنا فاضلانہ تبصرہ پیش کیا ہے۔ یہ دو باب تمام کتاب کی جان ہیں اور آخر میں ترکی جمہوریہ کے موجودہ صدر اعظم غازی عصمت اینونو اور غازی کمال مرحوم کے قلبی ارتباط وتعلق کو واضح ومدلل طریقہ سے بیان کیا گیا ہے۔

فوٹو بلاک کی کئی تصویریں بھی شامل کتاب ہیں۔ ڈسٹ کور کی تصویر میں مصور نے ایک خاص نظریہ کے ماتحت معنویت پیدا کرنے کی ناکام سعی کی ہے، جسے مغربی طرز کی اندھی تقلید اور کورانہ پرستش نے بہت زیادہ لغو ومضحکہ انگیز بنا دیا ہے۔" م"

لالہ رُخ | یہ انگریزی ادب کی مشہور ترین مثنوی ہے جو ٹامس مور کی تین برسوں کی مشق نگارش کا بہترین نتیجہ ہے اور انشائے لطیف کا نادر نمونہ! اس کے حقوق اشاعت پہلی بار تین ہزار گنی دے کر حاصل کیے گئے تھے! مغربی ادبیات میں تخیل شعر کی سحر کارانہ رنگ آمیزیوں کے پیش نظر جن کتابوں

کو خصوصی اہمیت دیجاتی ہے۔ یہ ان میں ایک بہترین اور نمایاں ترد جب لیے ہوئے ہے۔ اس مثنوی کی بنیاد ان ایشیائی تصورات پر ہے جنہیں الفاظ کا پیراہن پہنا دینے کے بعد صرف "شاعری" کہا جا سکتا ہے اس میں چار قصّے ہیں جو "واقعیت" کے لحاظ سے سرتاپا "الف لیلہ" "طلسم ہوشربا" "داستانِ امیر حمزہ" اور "فسانۂ عجائب" وغیرہ جیسے لٹریچر میں جگہ پانے کے مستحق ہیں۔ ان میں "آتش پرستان فارس" دوسرے قصوں سے زیادہ اچھا ہے! —— "لالہ رُخ" کو اُردو زبان میں منتقل کرنے کا سہرا لطیف الدین احمد صاحب اکبرآبادی کے سر ہے جو بقول نیاز فتحپوری نگار کے "اکتشافات ادبیہ" میں سے ہیں لیکن یہ واقعہ ہے کہ نگار کی شہرت و مقبولیت میں خود لطیف صاحب کا بہت بڑا حصہ ہے "لالہ رُخ" نگار کے ابتدائی پرچوں میں بالاقساط شائع ہو چکی ہے، اور لطیف صاحب کا ترجمہ اصل سے کسی حیثیت میں بھی کم نہیں تخیل کی وہی نزاکتیں، انداز بیان کی وہی شیرینی و لطافت، کیفیات کی ترجمانی کے لیے اسی قسم کے سرشارانہ الفاظ ــ غرض سب کچھ اصل کے ہم پایہ ترجمہ میں موجود ہے۔ درانحالیکہ یہ نثر کا نہیں بلکہ نظم کا ترجمہ ہے، اور ظاہر ہے ایسی صورت میں اصل کی ساری خوبیوں کو برقرار رکھتے ہوئے کامیابی حاصل کر لینا کوئی سہل کام نہیں لیکن لطیف صاحب اس مثنوی کے ترجمہ کی ہر ایک پیچیدہ و نازک وادی سے بہت خوبی کے ساتھ گذرے ہیں اور ان کی اس خوبصورت روانی میں کہیں بھی کوئی رکاوٹ یا لغزش محسوس نہیں ہوتی اگرچہ انہیں اس مرحلہ کو طے کرنے کے لیے بیشتر تصرفات سے کام لینا پڑا ہے۔ کتاب میں متعدد تصاویر بھی شامل ہیں کتابت معمولی۔ کاغذ و طباعت عمدہ صفحات ۲۲۲ تقطیع ۲۰×۳۰ قیمت مجلد ۸؍ کتب خانۂ علم و ادب دہلی سے طلب کیجیے م۔

حیدر علی | یہ ایک تاریخی ناول ہے جس کے مصنف "تاریخ جنوبی ہند" کے فاضل مؤلف محمود خاں صاحب محمود ہیں، اس کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ ناول شرر مرحوم کے انداز نگارش کو پیش نظر رکھتے ہوئے لکھا گیا ہے، جس سے محمود صاحب بہت متاثر معلوم ہوتے ہیں۔ پلاٹ کی پیچیدگی کو بڑھانے اور اس